OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 www.arjicc.com ISSN (PRINT): 2710-0227
DOI: https://doi.org/10.53575/arjicc.v3.01(22)u8.94-109

کیفیات تصوف کا جائزہ: پیر نیک عالم شاہ کی سی حرفی کی روشنی میں

An Analytical Study of Qualities of Sufism; In Light of Si Harfi of Peer Naik Alam Shah

Muhammad Hafiz
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat Pakistan.

Dr. Muhammad Rizwan Younas
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat Pakistan.

Received on: 09-01-2022 Accepted on: 11-02-2022

Abstract

Sufism has put great impact on human nature. By educating the masses and deepening the spiritual concerns of the Muslims, Sufism has played an important role in the formation of Muslim society. Sufism shares some important spirit and has a great impact of its internal spirit on human. Peer Naik Alam Shah is one of the greatest Sufi poets of Azad Jammu and Kashmir. He lived a life of saint and served humanity through his teachings and poetry. In his poetry, Peer Naik Alam Shah discussed different qualities of Sufism. He discussed different terms related to love of Allah, love of Holy Prophet, Devotion, Respect and other similar terms. He discussed all these in light of Sharia. His book "Si Harfi" (in light of 30 letters of alphabets of Arabic Language) is replete with sufi related terms.

Keywords: Peer Naik Aalm , Sufism, Si Harfi, Qualities

کشمیر کی سرزمین اس لحاظ سے انتہائی خوش قسمت ہے کہ اسے دوسرے چند خوش نصیب خطوں کی طرح راہِ حق و صداقت کے عظیم راہی اور علمی عظمت و رفعت کے روشن مینار نصیب ہوئے ہیں۔ اولیاء کرام نے دین کی تبلیغ واشاعت میں مثالی اور بنیادی کردار ادا کیا خصوصاً بر صغیر پاک وہند میں مشائخ عظام کے ذریعے لوگ اسلام سے آشنا ہوئے اور باطل مذاہب کو چھوڑ کر دین اسلام قبول کیا، کشمیر کی سرزمین اولیاء کے سرزمین ہے۔ صوفیائے آزاد کشمیر کا شمار ان عظیم ہستیوں میں ہوتا ہے جن کی تعلیمات اور فیض سے لوگ رہتی دنیا تک مستفید ہوتے رہیں گے۔ صوفیائے کرام کے امتیازی اوصاف میں سے ایک اہم وصف ان کا استغنا اور فقر و غیور ہے۔ وہ ناسازگار حالات میں بھی دعوت وارشاد کا صبر آزما فریضہ سرانجام دیتے رہے لیکن انہوں نے اپنا دامن کبھی حرص اور لالچ سے آلودہ نہ ہونے دیا۔ انہوں نے جو بھی خدمت دین انجام دی بلا معاوضہ انجام دی۔ انہوں نے دعوت و تبلیغ کو پیشہ نہیں بلکہ فریضہ سمجھ کر ادا کیا۔ اس لئے ان کی نظر لوگوں کی جیبوں پر نہیں ان کے دلوں پر ہوتی تھی چونکہ انہیں کسی سے کوئی دنیاوی مفاد اور غرض نہ ہوتی تھی اس لئے وہ کلمہ حق کہنے سے نہ چوکتے، نہ گھبراتے۔ آزاد کشمیر میں صوفیائے کرام کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آزاد کشمیر کے ہر ضلع میں ایسے تبلیغی مراکز موجود ہیں جہاں سے صوفیائے کرام نے دین

اسلام کی تبلیغ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ان مراکز کی تبلیغی اور دعوتی خدمات کو اجاگر کرنا ضروری ہے۔

پیر نیک عالم شاہ کا مختصر تعارف

پیر سید محمد نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ غالباً 1279ھ کو گوڑہ سیداں، ضلع میر پور آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔آپ کا سلسلہ نسب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔آپ کے والد گرامی کا نام سید دیوان علی شاہ ہے۔[1]

حصول تعلیم کے لیے آپ نے بہت محنت سے کام لیا۔ جہاں آپ کو معلوم ہوا کہ کسی فن کے ماہر استاذ موجود ہیں،آپ نے وہاں جا کر ان سے وہ فنون حاصل کیے۔آپ نے زیادہ تر وقت گد لتھی تحصیل چکوال میں حصول علم میں صرف کیا۔آپ نے تقریباً چودہ علوم و فنون پر مہارت حاصل کر رکھی تھی۔[2]

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے خواجہ ابوالخیر دہلوی کے پاس جا کر بیعت حاصل کی اور سلوک باطنی کے سبق بھی شروع کیے۔اسی اثنا میں خواجہ صاحب نے حضرت نیک عالم شاہ پر کمال درجہ کی شفقت فرمائی اور اپنی نیک اختر بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا۔اور انہیں اپنا جانشین بنانے کا ارادہ کیا۔

پیر نیک عالم شاہ کا تعلق آزاد کشمیر کے مشہور اور نیک صوفیاء میں کیا جاتا ہے۔آپ نے صوفی رنگ میں کئی کتب بھی تصنیف کی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ چھ عدد سی حرفی ہائے بمعہ دوہڑہ و فراق نامہ و اشتیاق نامہ

۲۔ مثنوی کے دو شعروں پر مفصل شرح

۳۔ قصیدہ بردہ شریف منظوم بزبان پنجابی

۴۔ شجرہ ہائے طریقت قسم دوم

ان تمام تصانیف میں سے سی حرفی سب سے زیادہ مشہور اور معروف ہے اور آزاد کشمیر کے خطہ کے ہر کونے میں بڑے درد بھرے سوز کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔

سی حرفی کا تعارف

سی حرفی، درحقیقت ایک منظوم کتاب ہے جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عربی حروف تہجی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اشعار کہے ہیں۔ یہ تعداد میں چھ ہیں۔یعنی یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے سی حرفی میں حروف تہجی کے اعتبار سے چھ دفعہ اشعار لکھے ہیں۔ مثلاً آپ کا ایک شعر ہے جو 'الف' سے شروع ہوتا ہے اور آزاد کشمیر میں بہت مشہور ہے۔آپ اس میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور قدرت کاملہ کا اعتراف کرتے ہوئے ہوئے رقمطراز ہیں:

الف آپ توں ہیں کارساز میرا تیری ذات باجھوں کوئی یار ناہیں

نقطہ دائرہ غم دی جان میری جس دا پار اور ار وچکار ناہیں
بھن غم دا دائرہ کون نسے بھانویں جان نوں کجھ قرار ناہیں
تیری پاک کریم جناب سایاں، عالم غم الم تھیں مار ناہیں

ترجمہ: اے میرے اللہ کریم: تو ہی میرا کارساز ہے۔ تیری ذات کے سوا میرا کوئی غمگسار نہیں ہے۔ میری ذات غموں کا مرکزی نقطہ ہے جس میں آگے پیچھے ہر طرف غم ہی غم ہیں۔ اس غموں کے دائرے کو توڑ کر نکلنا میرے بس میں نہیں نیز میری جان بھی بے قرار ہے۔ اللہ میرے رب تیری ذات بہت کریم اور مہربان ہے نیک عالم شاہ کو ان غموں سے نجات عطا فرما۔

چھ سی حرفیوں میں سے ایک پانچویں سی حرفی ایسی ہے جو سید نیک عالم شاہ نے حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کے جواب میں لکھی ہے۔ جس میں انہوں نے میاں محمد بخش کے سیف الملوک کے اشعار کے مقابلے میں اپنے اشعار پیش کیے ہیں۔ یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ پیر نیک عالم شاہ نے مخالفت برائے مخالفت نہیں بلکہ وزن و مفہوم اعلی کے اعتبار سے یہ اشعار کہے ہیں۔

پیر سیّد نیک عالم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری "کلام سی حرفی' میں پائی جانیوالی کیفیات میں سے تصوّر و تخیّل، عشق میں جان سے گذرنا، قرب الہی، عشق و مستی اور دیگر شامل ہیں جو آپ کی شاعری کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری میں درج ذیل کیفیاتِ تصوّف و سلوک کا تذکرہ پایا جاتا ہے:

عشق و محبت:

تصوّف کی کیفیات میں ایک کیفیت عشق ہے۔ عشق کے بارے میں صوفیاء اور مشائخ کے بہت سے اقوال ہیں۔ معرفت منزل میں عشق راہ نما کا کردار ادا کرتا ہے۔ محبت کے انتہائی درجے کو عشق کہتے ہیں۔ بے قرار ہو کر خود کو گم کر دینا بھی عشق کہلاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

"سمّیت المحبۃ لانّها تمحو من القلب ما سوی المحبوب"[3]

محبت کا نام اس لیے رکھا گیا کیونکہ وہ دلوں میں محبوب کے سوا سب کچھ مٹا دیتا ہے۔

پیر سیّد نیک عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں عشق اور عشق کی منازل کا ذکر کیا ہے۔ عشق کی کیفیات کو بیان کرتے ہوئے عشق کے لطیف اور عمیق جذبات کو سی حرفی ششم میں ذکر کرتے ہوئے پیر نیک عالم شاہ لکھتے ہیں:

ع، عشق دا ذائقہ ذوق والا جس چکھ لیا سوئی جان دائی
ہر اک نوں کدھ پرکھ ہوندی کوئی لکّھ تھیں اک پچھان دائی
ہمّت ہاریاں دا کم عشق ناہیں کم شیر دلیر جوان دائی
عالم شاہ میں عشق دا کی دسّاں ثمرہ دین اسلام دائی[4]

ترجمہ: عشق کا ذائقہ اعلیٰ ذوق والا ہوتا ہے۔ جس نے یہ ذائقہ چکھ لیا وہی اس کو جان سکتا ہے۔ اس ذائقے کی پرکھ ہر کوئی نہیں کر سکتا۔ لاکھوں میں سے کسی ایک کو ہی اس کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ (اللہ کی ذات سے) عشق کرنا کسی کم ہمت اور بزدل آدمی کا کام نہیں ہے۔ یہ کام کوئی شیر دل ہی کر سکتا ہے۔ عالم شاہ سچی بات یہی ہے کہ اللہ کی ذات سے عشق دین اسلام کی بدولت ہی ممکن ہو سکتا ہے۔

مفہوم شعر:

عشق انسان کو بہادر، دلیر اور طاقتور بناتا ہے جو اس کو ہمت نہیں ہارنے دیتا ہے۔ اور حقیقی عشق کرنا ہمت ہارنے والے کا کام نہیں ہے۔ جس کو عشق ہو جائے اور جو اس کا ذائقہ چکھ لیتا ہے وہ ہی ذوق عشق کو حاصل کر لیتا ہے۔ جس سے عشق ہو جائے اس کے سوا کسی دوسرے کو بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ پیر سیّد نصیر الدّین نصیر گیلانی صاحب فرماتے ہیں:

وہ کسی اور کو دل دینے پر تیار نہیں تیرا شیدائی تو بس تیرا ہی شیدائی ہے۔[5]

اسی طرح عاشقوں کے حال احوال اور حالات کو بیان کرتے ہوئے پیر سیّد نیک عالم شاہ سی حرفی چہارم میں لکھتے ہیں:

ص، صفت صفات دے ظل اندر ہوندی جیبھ لمیرڑی عاشقاں دی
ایہ ہے طول لسان دی جگہ چنگی اتھے گل بھلیرڑی عاشقاں دی
جدوں اصل والی منزل آ جاندی اتھے چپ چنگیرڑی عاشقاں دی
عالم شاہ اصیل شریف عاشق کیہڑی گل مریڑی عاشقاں دی[6]

مفہوم شعر:

قبلہ شاہ صاحب تصوّف کی صفت عشق والوں کے احوال میں بیان کرتے ہیں کہ عاشقوں کی یہ خاصیت ہے کہ وہ سب کچھ لٹا دیتے ہیں۔ پھر عاشق لوگ فضول نہیں بولتے بلکہ خاص مقام پر گفتگو کرتے ہیں اور جہاں خاموش رہنا بہتر ہوتا ہے تو وہ وہاں خاموشی کو بہتر سمجھتے ہیں۔ بندہ کو دیگر عشق سے تعلق توڑ کر ایک اللہ کی ذات سے عشق کا درس بھی دیا کہ حقیقی عشق کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ بھی درس دیا کہ اے انسان تیری زندگی فضول قسم کے عشق میں گزری ہے۔ اب عشق حقیقی کا سبق یاد کر لے اور عشق غیر کو ترک کر دے۔ سی حرفی سوم میں اس کو یوں لکھا۔

و، ورق پھولیندیاں عمر گزری ہن عشق دا سبق پکا اڑیا
قینچی لا دی رکھ نہ جھک ایتھے سٹ غیر نوں کپ کپا اڑیا
پا لیں پاک پریت نہ نیت ہاریں انگ ساک تھیں پھٹ پھٹا اڑیا
پاک فیض بے کیف مجددی دا عالم شاہ کولوں رنگ لا اڑیا[7]

مفہوم شعر:

انسان کی عمر اور زندگی ایسے ہی فضول کاموں میں گزر گئی ہے۔اب تو اللہ کی ذات کی ساتھ محبت و عشق کر لے۔ پیر صاحب کی تصوّف میں یہ تعلیمات واضع ہیں کہ اگر عشق کرنا ہو تو اللہ تعالٰی کی ذات سے کیا جائے۔ عشق الٰہی یعنی عشق حقیقی اور عشق رسول، شیخ طریقت سے عقیدت و محبت اور مخلوق خدا سے عشق کے بارے میں اشعار آپ کے کلام کا حصّہ ہیں۔

عشق حقیقی:

عشق حقیقی سے مراد انسان کا فنا فی اللہ ہونا ہے۔اور سالک کا اپنی تمام خواہشات اور ہر قسم کی انا کو حب الٰہی میں ختم کر دینا ہے۔ عشق حقیقی اور عشق الٰہی کے بارے میں عوام اور صوفیاء اور سالکین کے ہاں کئی آراء پائی جاتی ہیں۔ عشق حقیقی کے ذریعے معرفت الٰہی اور گہرا ادراک حاصل ہوتا ہے۔ وارداتِ عشق کے بیان میں ان کا کلام قدیم صوفی اور رومانوی شعراء کا ہم پلّہ معلوم ہوتا ہے۔[8]

عشق حقیقی کے بارے میں قبلہ پیر صاحب اپنی سی حرفی ششم میں فرماتے ہیں کہ جس کو عشق حقیقی حاصل ہو جائے تو وہ کسی اور سے لو نہیں لگاتا۔

ط، طمع تے نفس شیطان دنیا ول اپنے اپنے کھچدے نے
ذہر شکر غلاف ہے زینتاں دا جھلّے لوگ سدھر اوندے سکدے نے
بود بے بنیاد دے سودا تے جانباز بن کے پٹے بکدے نے
عالم شاہ نگاہ نہ کرن کدھرے طلبگار جہیڑے یار اک دے نے[9]

مفہوم شعر:

دنیا کی زینت اور لالچ انسان کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ کامیاب وہی ہے کہ جو سب کچھ ترک کر کے ایک حقیقی خالق و مالک سے عشق کرے۔اور ایک ہی ذات کا طلبگار ہو۔ شیطان اپنی تعلیمات کی پیروی چاہتا ہے۔اللہ پاک نے شیطانی تعلیمات کی پیروی سے منع فرمایا:

" یا ایھاالّذین اٰمنوا لاتتّبعوا خطُوٰتِ الشّیطٰن "[10]

اے ایمان والو شیطان کے قدموں کی اتّباع نہ کرو۔

پھر عشق حقیقی کی مزید وضاحت اور عاشق صادق کی کیفیت سی حرفی ششم کے اس شعر میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

ذ، ذبح کیتے جہیڑے عشق نے جی پھرن تڑفدے پان دھمال میّاں
لکھ شکر گزار دے قاتلاں دا کیتا کوہ کے جنّہاں حلال میّاں
دل شاد ہو کے برباد ہوندے دیکھ یار دا حسن جمال میّاں
عالم شاہ فناہ دی پان لذّت عاشق یار نے نیک خصال میّاں[11]

مفہوم شعر:

اللہ تعالٰی کی ذات بابرکت کے دیدار کی تڑپ اور طلب لیے جو لوگ اللہ کی ذات کے ساتھ حقیقی عشق رکھتے ہیں وہی لوگ اس کمال درجے تک پہنچ سکتے ہیں جس کو مقام فنا فی اللہ کہا جاتا ہے۔ مقام فنا فی اللہ انسان کو اُسی وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ اللہ پاک کی ذات کے ساتھ حقیقی عشق کرے اور اُس کیفیت میں مستغرق ہو جائے۔ اس بارے میں عبداللطیف خان نقشبندی یوں لکھتے ہیں۔

"اس حالت میں سالک ذات الٰہی کے انوار میں اس قدر انہماک ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی ذات سے فنا اور اللہ کے قرب سے بقا حاصل کر لیتا ہے"۔[12]

عشق رسول:

پیر سیّد نیک عالم شاہ صاحب کے کلام کے مطالعہ سے فرد پر یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ پیر صاحب کے کلام میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں حضور کی مدح سرائی کا ایک بڑا حصّہ موجود ہے۔ آپ نے جہاں دیگر اشعار لکھے اور نعتیہ کلام بھی الگ سرے سے لکھا وہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کو سی حرفی میں بھی خاص جگہ دی۔ عشق رسول کا اظہار سی حرفی سوم میں یوں کرتے ہیں۔

س، سچ حقیق تحقیق غائت راہ پاک رسول امین دا ای
جس چھوڑیا راہ رسول والا تابع نفس شیطان لعین دا ای
بھانویں لکھ ریاضتاں کشف اسدے راہ ماریا اس بے دین دا ای
عالم سڑک مطلوب پہچان والی سنّت احمدی راہ یقین دا ای[13]

مفہوم شعر:

جس نے حضور کے بتائے ہوئے راستے کو اختیار کرتے ہوئے زندگی بسر کی بہتری والا راہ اسی نے ہی اپنایا اور جس نے حضور کا راستہ ترک کر کے کوئی اور راہ اختیار کیا وہ شیطان کی متابعت میں ہے۔ حالانکہ اللہ کی ذات تک پہنچنے کا راستہ بھی اتّباع رسول ہی ہے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے۔

"ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی "[14]

اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو مجھ محمد کی اتباع کرو۔

تجلّیاتِ امام ربّانی میں عشقِ رسول کے سات درجے بیان کیے گے ہیں۔

پہلا درجہ:: عوام اہل اسلام کا ہے جو احکامِ اسلام کی متابعت سے وابستہ ہیں۔

دوسرا درجہ:: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن اقوال و اعمال کی پیروی ہے جو کہ باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔

تیسرا درجہ:: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال اذواق و مواجید کی پیروی ہے۔ یہ درجہ ولایت خاصہ سے تعلق رکھتا ہے۔

چوتھا درجہ:: اتباع کا یہ درجہ علمائے راسخین کے ساتھ مخصوص ہے۔ کبھی صورتِ شریعت سے وہ لوگ متّصف ہوتے ہیں اور کبھی حقیقتِ شریعت سے متّصف ہوتے ہیں۔

پانچواں درجہ:: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا اتباع ہے کہ علم و عمل کو ان کمالات کے حصول میں کوئی دخل نہیں ہے۔ حقیقت میں یہ کمالات انبیاء کرام کے ساتھ مخصوص ہیں۔

چھٹا درجہ:: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن کمالات کی اتباع ہے جو آپ کے مقام محبوبیت کے ساتھ خاص ہیں۔

ساتواں درجہ:: یہ نزول وبوط سے تعلق رکھتا ہے اور متابعت وعشق کا یہ ساتواں درجہ مزکورہ تمام درجات کا جامع ہے۔ یہ درجہِ کل کی حیثیت رکھتا ہے۔[15]

پیر صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت ہی والہانہ محبت و عشق کی شدت کا اظہار بڑی عاجزی سے کرتے ہوئے اپنا نظریّہ اور موقّف عشق رسول، قرآن وسنّت کی تعلیمات کی روشنی میں واضع بیان کر دیا ہے۔ وہ سب کچھ حضور کو ہی تسلیم کرتے ہیں اور اپنے معتقدین کو بھی اس کی تبلیغ کرتے ہیں کہ تمام اشیاء کا منبع اور حقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ قبلہ شاہ صاحب سی حرفی چہارم میں یوں فرماتے ہیں۔

ع، عین اعیان دا عین چشمہ نبی پاک کریم نوں جان بھائی
لہر بحر تے جدولاں اس وچوّں ہویاں دکھ تے ہون عیان بھائی
بحر او عیاں نے مرسلاں دے ولی جدولاں وانگ پچھان بھائی
عالم شاہ نہ بھول توں ایہہ قصّہ پیندا شور تے گاہ گھمسان بھائی[16]

مفہوم شعر:

کائنات کی ہر شے کی حقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ہے اور نبی پاک کو ہی مقصود کائنات مانا جائے کیونکہ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ بھی معرض وجود میں نہ آتا۔ حدیث قدسی ہے۔

"لو لاک لما اظهرت الرّبوبية"

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت و مقصود کائنات نہ ہوتے تو اللہ بھی اپنا آپ ظاہر نہ فرماتا۔

ایک اور مقام پر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ اور بلند شانوں والا قرار دیا ہے اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر سی حرفی میں فرمایا۔

ب، بعد تیرے جس دا شان اعلی پاک ذات او شاہ لولاک دا ہے
اکھ جان دی نوں سرمہ نور والا اس نور دے پیر دی خاک دا ہے

جس روز دے توں تھیں دل کنبن اس روز غم خوار غمناک دا ہے

علم شاہ تھیں لکھ درود اس نوں جیہڑا شاہ زمین افلاک دا ہے [17]

مفہوم شعر:

تصوّف کی اس کیفیت میں اپنے کلام میں حدیث قدسی میں بیان لفظ لولاک کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ حقیقت میں اللہ کی ذات کے بعد ساری کی ساری شانیں اور عزتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہی ہیں۔اور بروز حشر اپنی غمگیں امّت کی غمخواری اور شفاعت کبریٰ بھی فرمائیں گے۔ یہ ساری کیفیات بیان کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃاللہ علیہ کس قدر عشق رسول رکھتے تھے۔

عقیدت شیخ:

اپنے شیخ و مرشد کامل سے عشق و عقیدت ہر مرید کی زندگی کا اہم حصّہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جو شخص سالک کو اتنی اہم منازل طے کراتا ہے اہل تصوّف کے نزدیک وہ ہمیشہ عقیدت و عشق کا حامل رہتا ہے۔

تجلیات امام ربّانی میں عقیدتِ شیخ کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

"مرشدِ کامل کی خدمت میں پہنچ جانے کے بعد سالک تمام مرادوں سمیت اپنے اپ کو اس طرح شیخ کے سپرد کر دے جس طرح میّت غسّال کے ہاتھوں میں ہوتی ہے، کیونکہ فنائے اوّل یہی فنائے شیخ ہے اور فنا فی اللہ کا ذریعہ وسیلہ یہی فنا ہے۔ [18]

پیر سیّد نصیر الدّین گیلانی رحمۃاللہ علیہ ضرورت اور عقیدت شیخ کی وضاحت فرماتے ہیں۔

"اخلاقی قباحتوں اور عملی مصائب سے بچنے کے لیے کسی نہ کسی رہبر کامل، مرشد کامل و صادق اور مربّی و حازق کی تربیت گاہ میں حسب صفات کاملہ اور اخلاق عالیہ کے حصول عالیہ کے حصول کے لیے زانوئے تلمذّ کرنا چاہیے" [19]

اسلاف کی پیروی میں قبلہ پیر سیّد نیک عالم رحمۃاللہ علیہ نے بھی اپنے شیوخ کے مناقب اور فضائل بیان کیےّ ہیں جن میں صوفیاء کرام کی اپنے شیخ سے گہری عقیدت کو بیان کیا ہے۔ پیر سیّد نیک عالم شاہ رحمۃاللہ علیہ نے عقیدت شیخ کو سی حرفی دوم میں یوں بیان کیا۔

غ، غیر دی فکر بھلا دتے دل نال دلدار دے لا بیٹھی

ہوش عقل علوم دی بحث ساری اگ عشق دی وچہ جلا بیٹھی

رندا درد دا پھیر کے چاہڑ جندر تختی دل دی صاف کرا بیٹھی

سچّے نقش محبوب دے وانگ عالم نقشبند تھیں مہر لوا بیٹھی [20]

مفہوم شعر:

سب کچھ چھوڑ کر اپنے محبوب سے دل لگالیا اور اپنی ہوش، عقل، علوم و معرفت، سب کچھ ترک کر کے فقط اپنے محبوب سے دل لگالیا اور اپنے شیخ نقشبند سے مکمل تعلق جوڑ کر وہیں سے عشق کی مہر بھی لگوالی۔ شیخ کسی بھی مرید کے لیے حصول منزل کے مجلّہ رموز و اسرار سے واقف ہوتا

ہے۔وہ مرید کو مراد کے حصول کے لیے بتاتا ہے اور مرید کی کامل راہنمائی کرتا ہے۔دین اسلام کی تعلیمات پر گامزن مرشد و پیر اپنے مرید کے لیے نمونہ ہوتا ہے۔[21]

اس لیے پیر سیّد نیک عالم مرشد کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے اور عشق و عقیدت شیخ کی تلقین کرتے ہوئے سی حرفی سوم میں رقمطراز ہوئے۔

ض، ضدنوں چھوڑ کے ہو سدھا پٹھی چال کولوں ذرا بچ بھائی

کنڈے کاوڑاں چاوڑاں دور کر کے مار نفس شریر دا بچ بھائی

دل دے دلدار نوں ہو پکا متے کر بیٹھیں پک کچ بھائی

در مل کے عالماں پکڑ اڑیا دامن پیر امام دا سچ بھائی[22]

مفہوم شعر:

اپنا دل، تن، من، دھن سب کچھ اپنے شیخ کے حوالے کر کے اسی ایک شیخ کامل کا در مضبوطی سے پکڑ لینا اور اپنی ہر اَنا کو ترک کر دینا ہی شیخ سے کامل عقیدت کی مثال ہے۔اسی لیے ایک ہی شیخ کو مضبوطی سے پکڑا جائے اور کسی طریقے سے بھی اپنے شیخ کو کبھی نہ چھوڑا جائے۔تجلّیاتِ امام ربّانی میں شیخ کامل کو مزید یوں بیان کیا گیا ہے۔

"کیونکہ افادے اور استنادے کا راستہ مخلوق و خالق کی مناسبت پر مبنی ہے شروع میں طالب کو انتہائی پستی اور نااہلی کے باعث بارگاہ عزّ سلطانہ کے ساتھ کوئی خاص نسبت نہیں ہوتی، لہذا اس قوت درمیان میں ایک ایسی ہستی کی ضرورت ہوتی ہے جو طالب و مطلوب کے درمیان برزخ کا کام دے اور وہ شیخ کامل کی ذات ہے"۔[23]

اتباعِ شریعت:

تصوّف و سلوک میں جب شیخ یا سالک سلوک پورا کرنے کے لیے مطلوب حقیقی سے واصل ہونے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ہر عمل کو شریعت کے دھارے اور سانچے میں کرنے کی کوشش کرتا ہے۔شریعت کی پابندی اور متابعت عام افراد پر بھی لازم ہے۔لیکن شیخ اور سالک کے لیے ہر لمحہ اور عمل میں تابع شریعت ہونا لازم ہے اور اسی راستہ کو فقط اختیار کرنا ضروری ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل ہو اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "واتبع سبیل من اناب الیّ"[24] پر عمل کرتے ہوئے رب تک پہنچا جا سکے۔کیونکہ شریعت کی خلاف ورزی پر شیخ یا سالک کی رہبری یا راہنمائی ترک کی جا سکتی ہے۔سالک یا صوفی جب اپنے مریدین کی راہنمائی کرتا ہے تو وہ شریعت کے دائرے میں خود بھی رہتا ہے اور اپنے مرید کو بھی اس کی تلقین کرتا ہے۔قبلہ شاہ صاحب سی حرفی سوم میں یوں بیان کرتے ہیں۔

ز، زلزلہ چھل توحید والا رکھیں قدم مضبوط جما ماہی

جیہڑا اہلیائی سوئی سلیائی منہ بھن بیٹھا دھکے کھا ماہی

پاس شرع شریف دا رکھ لیویں کریں مول نہ چوں چراماہی
جیہڑا تھڑک گیا اس راہ اتّوں گیا عالماں گل گماماہی[25]

مفہوم شعر:

عقیدہ توحید پر مضبوطی شیخ کے لیے لازم ہے اور اگر کسی نے اس سے منہ موڑا تو وہ شیخ کامل نہیں ہے۔ شرع اور شریعت کا پاس ہر حالت میں رکھنا شیخ اور مرید دونوں کے لیے لازم ہے۔ اگر کوئی اس مضبوط راہ سے ہٹ گیا تو وہ اپنا سب کچھ ضائع کر گیا۔ اسی طرح شریعت کی اتباع میں شیخ کامل کو زندگی بسر کرنے اور ساتھ مریدین کو بھی شریعت کی اتباع میں رہنے کا درس دیتے ہوئے سی حرفی چہارم میں فرمایا۔

ی، یاد رکھیں اک گل سچی تابع بنیں تو پاک رسول والا
پھول پھل شگوفڑے تدھ ہوندے جدھ ٹھیک ہووے کم مول والا
مڈھ کپ کے پھل دی آس رکھن مندا کم ظلوم جہول والا
عالم شاہ رسول دی نیک تابع سب چھڈدے راہ فضول والا[26]

مفہوم شعر:

اتباع رسول اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ باقی سب راستے فضول ہیں ان کو ترک کر دیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستوں کو اپنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو اپنانے کا حکم دیا۔

"لقد كان لكم فی رسول الله اسوة حسنة"[27]

اس عمل کو اختیار کرنا ایک شیخ اور سالک کے لیے لازم قرار دیا گیا ہے۔

تجلّیاتِ امام ربّانی میں شریعتِ مطہرہ کی پیروی و پابندی کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

"انسان کے جملہ کمالات کا دار و مدار فقط اتباعِ شریعت مطہرہ پر ہے۔ شریعت کی پیروی سے انسان ہوش و ہواس کی موجودگی میں کسی وقت بھی بے نیاز اور مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ انسان جس قدر بندگی میں کمال پیدا کرتا جائے گا اسی قدر شریعت کی پیروی میں پختہ ہوتا چلا جاتا ہے"۔[28]

اخفائے حال:

اخفائے حال سے مراد صوفیا کا اپنی کیفیات، مشاہدات، تجلیات، اور واردات قلبی کا اظہار نہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انوار، توجّہ شیخ، خرق عادات و واقعات، رموز معرفت اور روحانی تصرّف کے حامل ہونے کے باوجود ان کو بیان نہ کرے بلکہ ان کو اپنے اندر ہی سنبھالنے اور سمیٹنے کی قوت و طاقت رکھتا ہو۔ عاجزی اور انکساری کے ساتھ حصول قرب الٰہی اور عشق مصطفیٰ کا طالب رہتا ہے۔[29]

پیر سیّد نیک عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اخفائے حال کو سی حرفی اوّل میں یوں بیان کیا۔

ص، صدق سچا سچ مچ میرا تیرے عام احسان اکرام اتے
کسے علم تے عمل دی تک سائیاں کسے حج صلوۃ صیام اتے
ہر آن احسان دے مہر والی چمک لگدی خاص تے عام اتے
کوئی یار غمخوار نہ عالمے دا اک آسرا ہے تیرے نام اتے [30]

مفہوم شعر:

عوام النّاس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی کو عبادات و معاملات پر فخر ہو سکتا ہے لیکن میرے پاس کوئی عبادات اور نیک معاملات نہیں جن پر فخر ہو۔فقط عالم شاہ کو تیرے فضل، رحمت اور احسان پر ہی آسرا ہے جس کی وجہ سے کامیابی ممکن ہے۔اللہ پاک کا یہ فرمان اس کی طرف واضع دلالت کرتا ہے۔

"فلولا فضل الله عليكم ورحمته لكنتم من الخسرين"[31]

اگراللہ پاک کا تم پر فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم ضرور خسارے میں ہوتے۔

صوفیاء اور سالکین اپنے اندر پائے جانیوالے جملہ کمالات و کرامات کے اظہار سے اجتناب کرتے ہیں۔ کبھی بھی اشارۃ یا کنایۃ کوئی ایسی بات نہیں کرتے جس سے ان کے ظاہری اور باطنی علوم و فنون اور کمالات کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے اور جس سے ان کے مقام و مرتبہ کا علم ہو سکے۔ کیونکہ ایسے لوگ اللہ کے قریب ہوتے ہیں اور مخلوق خدا ان کو بے شک کچھ زیادہ نہ سمجھے لیکن وہ اللہ کے قریب ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی لوگوں کی نشاندہی فرمائی۔ حدیث مبارکہ ہے۔

" ُربّ اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم على الله لابره"[32]

کتنے ہی ایسے اللہ والے لوگ غبار آلود بکھرے بالوں والے ہیں اگر وہ کسی بات پر اللہ پر اعتماد کرکے قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کرتا ہے۔

وہ لوگ ہر قسم کے اظہار کمالات اور کرامات سے اجتناب کرتے ہیں اور ظاہری نمود و نمائش سے ہر ممکن طور پر بچتے رہتے ہیں۔ پیر سیّد نصیر الدّین شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

"مردان خدا رغبت ہستی نہیں کرتے مے خانہ بھی پی جائیں تو مستی نہیں کرتے"[33]

پیر سیّد نیک عالم شاہ صاحب اپنے کلام میں تصوّف کی اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے اخفائے حال کی تلقین کی اور اخفائے حال کو ترک کرکے علوم و فنون اور راز و نیاز بتانے سے منع فرمایا۔ سی حرفی سوم میں اخفائے احوال فرمایا۔

ح، حال احوال مقام والے صاحب ذوق بھائی معذور ہوندے
مدھ مست توحید دا دا چاہڑ کاسہ نشہ وچہ شوہدے مخمور ہوندے
زندہ خلق جہان نوں نظر آون حالت نزع دی او معمور ہوندے
بس دس نہ عالماں بھیت مخفی ایتھے اپنے راز مشہور ہوندے [34]

مفہوم شعر:

سالک و صوفیاء کا اپنے حال واحوال، اپنی کیفیات، قلبی واردات کو ظاہر نہ کرنا اخفائے حال کی علامات ہیں۔اسی طرح سبھی کچھ موجود ہونے کے باوجود عاجزی وانکساری سے اللہ کی ذات اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طالب رہنا اور اپنے راز کو محفوظ رکھنا ہی اخفائے حال ہے۔

سیّد غلام محی الدّین المعروف بابو جی رحمۃاللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

"فقیر وہ ہے جو عرفان کے سمندر پی جائے مگر ظرف کا عالم یہ ہو کہ سب کچھ جذب کر لے"[35]

جنون:

صوفیاء کرام کی شاعری و کلام میں جنون کا تذکرہ ملتا رہتا ہے۔کیونکہ وہ عقل پر جذبہ عشق کو قابل اعتبار ٹھہراتے ہیں۔اس طرح راہ سلوک میں مشاہدات وتجلّیات کی تاب نہ لاتے ہوئے ہوش وحواس گنوا بیٹھنے والوں کے مقام کو بھی بیان کیا جاتا ہے۔عشق میں جنون کی کیفیت کو شعراء مختلف طرق سے بیان کرتے ہیں۔پیر سیّد نیک عالم شاہ رحمۃاللہ علیہ سی حرفی چہارم میں فرماتے ہیں۔

د، دل دے حال مقال اوکھے کون تول کے دسدا جان بھائی
جیہڑے وچ خیال نہ آوندے جی اکھ ویکھ کے جی پوچان بھائی
ہوش ہوندیاں سکر دی گل اوکھی کد مست الست دی پان بھائی
عالم شاہ مجنون نہ آپ بولے کیکن دسدا بھوت مسان بھائی[36]

مفہوم شعر:

جنون کی حد کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ دل کی بات اور حال واحوال بھی بیان نہیں کیے جا سکتے اور ہوش وحواس ختم ہو جانے کے بعد مجنون خود نہیں بولتا بلکہ عشق حقیقی میں اس کے دل سے ہی آواز نکلتی ہے جو معرفت الٰہی اور معرفت شیخ کا باعث بنتی ہے۔یعنی جب عشق ہو جائے تو وہاں عقل کی تدبیریں کام نہیں دیتی۔اولیاءاللہ اور صوفیا کرام نے احکامات الٰہی کی پیروی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں عقل کی تدبیریں نہیں دوڑائیں بلکہ جنون کی حد تک بغیر تدبیریں لڑائے سر تسلیم خم کیا۔حضرت بلال حبشی کی آذان میں تاثیر عشق و جنون کی بدولت ہی تھی کہ اس اذان کو سنتے ہی صحرائے عرب میں مومن سجدہ کے لیے تیار ہو جاتے تھے اور کافر بے چین ہو جاتے تھے۔[37]

مومن کا عشق جنون کی حد تک پروردگار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جو کسی بھی کمزور درجہ میں ہونے کے باوجود بھی ان عظیم ہستیوں کے بارے میں کچھ غلط نہیں بولتا اور نہ ہی غلط بولنے والے کو سن و برداشت کر سکتا ہے۔جنون کی حالت کو مزید سی حرفی ششم میں یوں بیان فرمایا۔

ض، ضبط اوقات نوں کرن زاہد کرے زہد جیہڑا رمز پا جاندا
درد مند دی آہ دا اثر ڈاہڈا اترت پتھراں دے وچ دھا جاندا

رہندا مست بے ہوش نہ سُرت رکھے جنوں چاشنی عشق چکھا جاندا

عالم شاہ جو یار دی جہات پاوے اتوں دی گل مکا جاندا[38]

مفہوم شعر:

عشق و جنون کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عشق و جنون ایک ایسی لگن ہے کہ جس کو لگ جائے وہ اپنے ہوش و حواس کھو جاتا ہے اور اور اپنے یار کی محبت و چاہت کو آخری حد تک سمجھ لیتا ہے اور ایسے ہی عشق کی رمز کو بھی وہ پالیتا ہے۔

قرب الٰہی:

صوفیاء اور اولیاء جب اپنا سلوک مکمل کر کے مطلوب حقیقی سے واصل ہو جائیں تو وہ کیفیت تمکین واثبات میں ہو جاتی ہے۔ سالک انتہاء توحید حقیقی میں پہنچ کر فرق مراتب سے غافل نہیں رہتا بلکہ حق تعالیٰ کی موافقت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قریب سے قریب ہونے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے۔ وہ ذات خداوندی کا مشاہدہ، تجلیات اور رموز معرفت کے ذریعے بھی نہایت عاجزی وانکساری سے حصول قرب الٰہی اور عشق الٰہی کا طالب رہتا ہے اور اس مقام کو حاصل کر لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قرب کی وجہ سے اپنی شان کے مطابق اس بندہ کے قریب آتا ہے۔ مسلم شریف میں حدیث قدسی ہے۔

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الله عزّوجلّ،انا عندَ ظنّ عبدى بى وانا معه حين يذكرُنى ان ذكرنى فى نفسى ذكرته فى نفسى وانْ ذكرنى فى ملاِذكرته فى ملاِهم خيرُمنهم وان تقرب الّىَ ذراعاً تقرّبتُ منه باعا وان اتانى يمشى اتيته هرّولة"[39]

اللہ پاک کا فرمان ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوتا ہوں۔ جس وقت وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ذکر کرتا ہوں، اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر کرے تو میں اس کا ذکر تنہا کرتا ہوں، اگر وہ میرا ذکر جماعت میں کرے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر جماعت میں کرتا ہوں، اگر وہ میرے قریب ایک بالشت ہو تو میں اس کے قریب ایک ہاتھ ہوتا ہوں، اگر وہ میرے ایک ہاتھ قریب ہو تو میں بقدر چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں، اگر وہ میرے قریب چل کر آئے تو میں اس کے قریب دوڑ کر جاتا ہوں۔

اسی قرب الٰہی کو پیر سیّد نیک عالم شاہ صاحب نے سی حرفی پنجم میں یوں بیان فرمایا۔

ش، شام دی شمع دے نور والا دیوا شام دا ہونا آوندا ائی

اس قُرب دا جس دا قُرب ہووے رلا قرب ایتھے پیا پاوندائی

محمود ایاز دے ناز منّے تائیں شاہ گدا کہاوندائی

نفی لا دی عالماں سب جانن اثبات دی گل مکاوندائی[40]

مفہوم شعر:

ذات خداوندی سے قرب کے حصول اور اس قرب کی وجہ سے بندہ کے رب سے عجز وانکساری سے سوالات اور تنہائی میں رب سے اپنے دل میں کھٹکنے والی چیزوں کو پوچھ لیتا ہے۔ محمود ایاز کے ناموں کو بیان کرتے ہوئے ان کی قربت کی مثال دی کہ محمود آقا تھا اور ایاز غلام تھا۔ لیکن

ایاز محمود سے قربت رکھنے کی وجہ سے محمود ایاز کے ناز اٹھاتا تھا۔
اسی طرح بندہ مومن جب اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو رب کائنات بھی اس کے ناز اٹھاتا ہے اور اپنے اس بندہ کی تمام باتوں کو سنتا ہے اور کسی بھی بات پر لا یا نفی نہیں ہوتا اور نہ ہی بندہ اللہ سے دور ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ بندہ کے قریب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "نحن اقرب الیہ من حبل الورید،"[41] کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہ کبھی بھی بندہ سے دور نہیں ہوتا۔ اس قرب الٰہی کو مزید سی حرفی پنجم میں یوں بیان کیا ہے۔

ن، نفی اثبات دی دید وچوں ثابت نفی اثبات دا نور ہوندا
قینچی لا دی کچھ نہ چھوڑدی ہے تار پود اوتھے سب چور ہوندا
جھاتی مارنے دی اوتھے جا نگہ ناہیں جھاتی مار دائی جیہڑا دور ہوندا
انّ النّفس اگے عالم شاہ سایاں کلّ شئی دا کی مذکور ہوندا[42]

مفہوم شعر:

اللہ تعالیٰ سے دور وہی ہوتا ہے جو ہر لحاظ سے اللہ سے دور ہوتا ہے۔ جب بندہ قرب الٰہی حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو دور نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ ہر چیز چاہے ہو ظاہر ہو یا باطن ہو اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہوتا ہے حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کی کیفیات اور حالات کو جاننے والا ہوتا ہے۔

حضرت میاں محمد بخش رحمۃاللہ علیہ اللہ پاک کے قرب کی یوں رغبت دلاتے ہیں۔
"آپ مکانوں خالی اس تھیں کوئی مکان نہ خالی ہر ویلے ہر چیز محمد رکھدا انت سنبھالی"[43]
فرمایا کہ اللہ پاک کا اپنا ظاہری کوئی مکان یا ٹھکانہ نہیں لیکن وہ ہر جگہ جلوہ گر ہے اور پوری کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے۔ اس طرح اللہ پاک کے قرب کی وضاحت فرمائی۔

خلاصہ بحث

صوفیاء کرام پر استغراق اللہ پاک کی تجلّیات کے ورود سے توحید کے دریائے ناپید کنار میں عشّاق الٰہی پر کچھ محویت اور کیفیات طاری ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ بعض اوقات صوفیاء کرام کشف و شہود اور ہجر و وصال کی تاب نہیں لا سکتے اور بے تابی کی شدّت اور بے قراری کی وجہ سے اُس پر مختلف کیفیات وارد ہو جاتی ہیں۔ ان کی وجہ سے وہ بعض اوقات خرد کی قید و بند سے آزاد ہی ہو جاتا ہے۔ عشق میں وارفتگی اور بے خودی کا بیان شاعری میں زیادہ تر زیادہ پُراثر اور پُر کیف معلوم ہوتا ہے۔ مختلف کیفیات کے ورود کے باوجود صوفیاء کرام اپنی ان کیفیات کو پوشیدہ رکھنے پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ انوار الٰہی، توجّہ شیخ، عشقِ حقیقی، جذب، تصوّر، وجد، خرقِ عادات و واقعات، رموزِ معرفت اور تصرّف روحانی کی کیفیات کو اپنے اندر موجود پاتا ہو لیکن وہ پھر بھی نہایت عاجزی و انکساری سے اللہ کے قُرب کے حصول اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا طالب رہتا ہے۔ ان جملہ کیفیات و جذبات کو پیر سیّد نیک عالم شاہ رحمۃاللہ علیہ نے اپنے کلام میں مختلف مقامات پر بیان کیا ہے۔ ان کیفیات کو

قبلہ شاہ صاحب نے الفاظ کا جامہ پہنایا ہے اور ہر ہر کیفیت کے لیے الگ نام وضع کیا اور ان کیفیات کو اپنے اشعار میں بیان کیا۔

References

1. Syed Sajad Hussain Shah, Si harfi ha e Mubaraka,
2. Hajveri, Ali bin Usman, Kashaf ul Mahjoob
3. Gilani, Naseer ud Din, Dasat e Nazar
4. Safya Begum, Kalam e Naseer Golarvi ka jaeza, Mubahis e Seerat
5. Abdul Latif Khan, Islam and Roohaniyat and Fikar e Iqbal, Nisha Manzal Lahore.
6. Muhammad Abdul Hakeem Khan Akhtar , Tajlyat e Imam Rabani, Maktba Nabwya Lahore.
7. Gilani Peer Naseer ud Din, Naam o Nasab
8. Imam Muslim bin Hajjaj, Saheh Muslim, Noor Muhmmad Asahul Matabe, Karachi.
9. Gilani Peer Naseer ud Din, Peman e Shab, Mehria Naseeria Publishers Islam abad.
10. Faiz Ahmed Faiz, Meher e Munir, Pakistan International Printers, 1973
11. Mian Muhammad Bakhash , Saif ul Malook, Nazamat e Ala Aoqaf, Mzd, 2013

حوالہ جات

[1]۔سید ساجد حسین شاہ، سی حرفی ہائے مبارکہ ،ناشر: سجادہ نشین دربار عالیہ سنگھوٹ میر پور آزاد کشمیر، 2017ء، ص ۳

[2]۔ایضا

[3]۔ہجویری، شیخ علی بن عثمان، کشف المحجوب، اسلام آباد: انتشارات مرکزِ تحقیقات فارسی، ۱۹۹۵، ص ۴۴۴

[4]۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص ۵۰، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[5]۔گیلانی، نصیرالدین نصیر، دست نظر، ص۲۹۶، مہریہ نصیریہ پبلشرز، ۲۰۱۲

[6]۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص۳۵، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[7]۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص۳۱،

[8]۔صفیہ بیگم، کلام نصیر گولڑوی کا جائزہ، مباحث تصوّف، ص۱۰۸، ادارہ قلم وقرطاس، ۲۰۱۸

[9]۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص۴۹، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[10]۔النّور: ۲۱

[11]۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص۴۸، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[12]۔نقشبندی، عبداللطیف خان، اسلام روحانیت اور فکرِ اقبال، ص ۱۱۶۱، نشانمنزل پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۱۴

[13]۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص۲۸، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[14]۔آل عمران: ۳۱

[15]۔مجددی، محمد عبدالحکیم خان اختر، تجلّیاتِ امام ربّانی، ص۲۶۶، مکتبہ نبویّہ لاہور، ۱۹۷۸ء

[16]۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص۳۶، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[17]۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی،، ص۴۶ علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[18]۔مجددی، محمد عبدالحکیم خان اختر، تجلّیاتِ امام ربّانی، ص۱۷۷، مکتبہ نبویّہ لاہور، ۱۹۷۸ء

[19]گیلانی، نصیرالدین نصیر، نام ونسب، ص۶۳۵، پبلشرز ن م، ۱۹۹۳

[20] ۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی،، ص۲۳ علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[21] ۔صفیہ بیگم، کلام نصیر گولڑوی کا جائزہ، مباحث تصوّف، ص ۱۱۰، ادارہ قلم و قرطاس، ۲۰۱۸

[22] ۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص۲۹، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[23] ۔مجددی، محمد عبدالحکیم خان اختر، تجلّیاتِ امام ربّانی، ص۱۷۷، مکتبہ نبویّہ لاہور، ۱۹۷۸ء

[24] ۔لقمٰن: ۱۵

[25] ۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص۲۸، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[26] ۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص ۳۲، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[27] ۔الاحزاب: ۲۱

[28] ۔مجددی، محمد عبدالحکیم خان اختر، تجلّیاتِ امام ربّانی، ص ۲۶۴، مکتبہ نبویّہ لاہور، ۱۹۷۸ء

[29] ۔صفیہ بیگم، کلام نصیر گولڑوی کا جائزہ، مباحث تصوّف، ص ۱۰۳، ادارہ قلم و قرطاس، ۲۰۱۸

[30] ۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص۱۶، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[31] ۔البقرۃ: ۶۴

[32] ۔قشیری، امام مسلم بن حجاج، متوفی ۲۶۱ھ، حدیث ۶۵۵۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[33] ۔گیلانی، نصیر الدین نصیر، پیمانِ شب، ص ۲۸۵، مہریہ نصیریہ پبلشرز اسلام آباد، ۲۰۰۰

[34] ۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص۲۷، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[35] ۔فیض احمد فیض، مولانا، مہر منیر، ص ۳۷۵، لاہور، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز، ۱۹۷۳ء

[36] ۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص ۳۴، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[37] ۔صفیہ بیگم، کلام نصیر گولڑوی کا جائزہ، مباحث تصوّف، ص ۱۰۵، ادارہ قلم و قرطاس، ۲۰۱۸ء

[38] ۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص۴۹، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[39] ۔القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، حدیث ۶۶۸۱

[40] ۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص ۴۲، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[41] ۔سورہ ق: ۱۶

[42] ۔۔شاہ، سیّد ساجد حسین، سی حرفی، ص۴۴، علی پرنٹرز میر پور، ۲۰۱۷

[43] ۔محمد بخش، میاں، سیف الملوک، ص۶، نظامت اعلیٰ اوقاف مظفر آباد، مطبوعہ ۲۰۱۳ء

References

1. Syed Sajid Hussain Shah, Si Akshari Hai Mubaraka, Publisher: Sajjada Nasheen Darbar Aliya Singhot Mirpur Azad Kashmir, 2017, p. 3
2. Ibid.
3. Hajweri, Shaykh 'Ali b. 'Uthman, Kashf al-Mahzab, Islamabad: Center for Research in Farsi, 1995, p. 444
4. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 50, Ali Printers Mirpur, 2017
5. Gillani, Nasir-ud-Din Naseer, Dast Nazar, p. 296, Mehria Nasiriya Publishers, 2012
6. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 35, Ali Printers Mirpur, 2017
7. Shah, Sayyid Sajid Hussain, C. Akhri, p. 31.
8. Safia Begum, Review of Kalam Naseer Golarvi, Discussion of Sufism, p. 108, Institute of Pen and

Qartas, 2018
9. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 49, Ali Printers Mirpur, 2017
10. Al-Noor:21
11. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 48, Ali Printers Mirpur, 2017
12. Naqshbandi, Abdul Latif Khan, Islam Spirituality and Fikr-e-Iqbal, p. 1161, Nishan-e-Manzil Publications, Lahore, 2014
13. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 28, Ali Printers Mirpur, 2017
14. Al-Imran:31
15. Mujaddi, Muhammad Abdul Hakeem Khan Akhtar, Tajliyat Imam Rabbani, p. 266, Maktaba Nabawiyya, Lahore, 1978
16. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 36, Ali Printers Mirpur, 2017
17. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 46, Ali Printers Mirpur, 2017
18. Mujaddi, Muhammad Abdul Hakeem Khan Akhtar, Tajliyat Imam Rabbani, p. 177, Maktaba Nabawiyya, Lahore, 1978
19. Gillani, Nasir-ud-Din Naseer, Name and Lineage, p. 635, Publishers N.M., 1993
20. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 23, Ali Printers Mirpur, 2017
21. Safia Begum, Review of Kalam Naseer Golarvi, Discussion of Sufism, p. 110, Institute of Pen and Qartas, 2018
22. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 29, Ali Printers Mirpur, 2017
23. Mujaddi, Muhammad Abdul Hakeem Khan Akhtar, Tajliyat Imam Rabbani, p. 177, Maktaba Nabawiyya, Lahore, 1978
24. Liqaman:15
25. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 28, Ali Printers Mirpur, 2017
26. Shah, Syed Sajid Hussain, C.Akshari, p. 32, Ali Printers Mirpur, 2017
27. Al-Ahzab:21
28. Mujaddi, Muhammad Abdul Hakeem Khan Akhtar, Tajliyat Imam Rabbani, p. 264, Maktaba Nabawiyya, Lahore, 1978
29. Safia Begum, Review of Kalam Naseer Golarvi, Discussion of Sufism, p. 103, Institute of Pen and Qartas, 2018
30. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 16, Ali Printers Mirpur, 2017
31. Al-Baqara: 64
32. Al-Qashiri, Imam Muslim bin Hajjaj, d. 261 AH, Hadith 6558, Noor Muhammad Asah al-Mutabah, Karachi, 1375 AH
33. Gillani, Nasir-ud-Din Naseer, Peman Shab, p. 285, Mehria Nasiria Publishers, Islamabad, 2000
34. Shah, Syed Sajid Hussain, C.Akshari, p. 27, Ali Printers Mirpur, 2017
35. Faiz Ahmad Faiz, Maulana, Meher Munir, p. 375, Lahore, Pakistan International Printers, 1973
36. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 34, Ali Printers Mirpur, 2017
37. Safia Begum, Review of Kalam Naseer Golarvi, Discussion of Sufism, p. 105, Institute of Pen and Qartas, 2018
38. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 49, Ali Printers Mirpur, 2017
39. Al-Qashiri, Muslim ibn Hajjaj, Sahih Muslim, Hadith 6681
40. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 42, Ali Printers Mirpur, 2017
41. Surah Q:16
42. Shah, Syed Sajid Hussain, C. Akhri, p. 44, Ali Printers Mirpur, 2017
43. Muhammad Bakhsh, Mian, Saif-ul-Mulk, p. 6, Nizamat-e-Ala Auqaf Muzaffarabad, 2013